مزارات کو چومنا

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ



(پیش لفظ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اسلام میں برگزیدہ شخصیات واشیاء کی تعظیم وتکریم مین اسلام ہے۔

قرآن میں ہے:"وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ"[1]

ان معظمات کا چومنا بھی ان کی تعظیم میں مثال ہے، مثلاجو حجرِ اسود و قرآن مجید کو چومنا یہاں تک کہ ان معظمات سے بھی جو شے منسوب ہو اس کا چومنا بھی اصل کے چومنے کے مترادف ہے مثلانقشہ نعلِ پاکِ رسول ﷺ کی فعلِ اقدس کی شَبیہ ومثال ہے لیکن زمانہ قدیم سے جلیل القدر علماء وفقہامحدثین اس کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انہیں آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفعِ امراض و حصولِ اغراض میں اس سے تَوَسُّلْ فرمایااور بفضلِ الٰہی عظیم و جلیل برکات و آثار اس سے پایا گئے علامہ ابوالیمن ابن عساکر و شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیر ہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں، اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال في مدح خير العمال میں اس مسئلہ میں اجمع و النفع (جامع اور نفع بخش) تصانیف سے ہے۔ محدث علامہ ابوالربیع سلیمان بن سالم کلاعی و قاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی و شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری وسید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح و شیخ محمد بن فرج سبتی و شیخ محمد بن رشید فہری سبتی وعلامہ احمد بن محمد تلمسانی موصوف وعلامہ ابوالیمن ابن عساکر وعلامہ ابوالحکم مالک بن عبدالرحمن بن علی مغربی وامام ابو بکر احمد ابو محمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیر ہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ فعل مقدس کی مدح میں قصائدِ عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اسے بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم واستحسان (اصولِ فقہ کی اصطلاح) مذکور اور یہی مواہب لدنیہ امام علامہ احمد قسطلانی و شرح مواہب علامہ زرقانی وغیر ہما کتبِ جلیلہ میں مسطور ہیں۔ علماء فرماتے ہیں: جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلمِ ظالمین و شر شیاطین و چشمِ زخمِ حاسدین سے محفوظ رہے۔[2] ان کے علاوہ بکثرتِ فوائد فقیر نے "الشفاء في تبركات الاحياء" میں درج کیے ہیں، لیکن چونکہ نجدی وہابی دیوبندی مذہب میں تعظیم بھی شرک کے زمرے میں ہے اس لیے وہ اکثر ان مسائل کو جنہیں تعظیمِ انبیاء واولیاء سے تعلق ہے شرک کے کھاتے میں ڈالتے ہیں مِنْجُمْلَہ ان کے مزارات کا چومنا بھی ہے، فقیر نے اس رسالہ میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مزارات چومنا شرک نہیں مباح ہے، اگر کوئی چومتا ہے تو حرج نہیں اگر کوئی نہیں چومتا تو قابلِ مذمت نہیں۔

وما توفيقي الا بالله العلى العظيم وصلى الله على حبيب الكريم۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۷ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ (بہاولپور۔پاکستان)

---

[1] (الحج: ۳۲) ترجمۃ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

[2] (فتاوی رضویہ، ج۲۱، ص۴۱۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تمهید

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد! اہل اسلام کے ہاں زیارۃ القبور، مُسْتَحْسَنْ (اچھا) فعل صدیوں سے چلا آرہا ہے، اور زیارۃ القبور کے متعلق احادیث مبارکہ ہیں حکم صریحۃ ہے، اولیاء اللہ کے مزارات کا چومنا بھی مُسَلَّمْ ہے، بعض لوگ مزارات اور اسکے متعلقات کو چومتے ہیں، اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، لیکن اسے شرک اور حرام کہنا یہ نجدی تحریک کے بعد وباء پھیلی ہے، فقیر چند دلائل اس کی شروعیت کے قائم کرتا ہے تاکہ یہ مسئلہ حرام اور شرک کی زد میں نہ رہے۔

اصولی طور پر جو حکم ہے اور سالہ ھذا کے آخر میں عرض کردوں گا۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۰ جنوری ۲۰۰۰؁ء ۱۲ شوال ۱۴۲۰؁ھ

مقدمہ

(۱) انبیاء واولیاء عظام کے مزارات شعائر اللہ (اللہ تعالیٰ کی نشانیاں) ہیں۔

(۲) شعائر اللہ (اللہ تعالیٰ کی نشانیوں) کی تعظیم و تکریم و تقبیل بعض مواقع پر واجب کہیں سنت اور کہیں مباح کہیں مستحب اور تقبیل المزارات (مزارات کا چومنا) مباح ہے۔

(۳) تقبیل المزارات (مزارات کا چومنا) مستحب ہے، یا مباح ہے۔ فرض یا واجب یا سنت نہیں ہے۔

(۴) تعظیم و تکریم کا حکم مطلقاً قرآن وحدیث اور فقہ سے جس طرح ہو۔ (۵) تَقْبِيْلْ (چومنا) سجدہ نہیں، سجدہ کے شرائط میں کوئی ایک آدھ نشانی بھی اس میں نہیں اگر ہیئتِ سجدہ ہے تو وہ شرعی سجدہ نہیں ہوتا۔ (۶) تَقْبِيْلْ (چومنا) کو سجدہ پر محمول کرکے مسلمانوں پر یہ بدگمانی ناجائز ہے۔ (۷) ماں باپ کی قبور کو بوسہ سجدہ نہیں اور وہ جائز ہے۔ تو یہ بھی جائز ہے۔ (۸) سجدہ میں سات اعضاء کا زمین پر لگنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ[۳] (الحدیث)

یعنی میں سات اعضاء پر سجدہ کرنے پر مامور ہوں۔

---

[۳] (المعجم الكبير، باب العين، من اسمه عبد الله، أحاديث عبد الله بن العباس بن عبد المطلب، وما أسند عبد الله بن عباس رضي الله عنهما، طاوس عن ابن عباس، ۹/۱۱، الحديث ۱۰۸۶۱، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

وہ سات اعضاء یہ ہیں۔ پیشانی زمین پر ہو سجدہ نہ ہو گا مثلاً پیشانی زمین کو مس نہ کرے یا پاؤں زمین پر نہ ہوں بلکہ پاؤں کی انگلیاں زمین پر نہ ہوں تو بھی سجدہ نہ ہو گا لیکن افسوس ہے کہ وہابی دیوبندی اسی پر زیادہ زور لگاتے ہیں کہ مزارات کو سجدے ہو رہے ہیں، حالانکہ سجدہ کوئی بھی نہیں کرتا، عوام میں اگر عادت ہے تو بوسہ دیتے ہیں یہ محض بدگمانی کی بناء پر ہے کہ سجدہ کا بہتان تراش کرنا، تقبیلِ مزارات (مزارات کو چومنے) کو سجدہ تعبیر کرکے اہلسنت کو مشرک گردانا جاتا ہے۔ فقیر ان کی اس گندی عادت کہ مزارات کا سجدہ نہیں بوسہ ہے اور وہ مباح ہے ورنہ ہمارے بھی یہی کہتے ہیں کہ بوسہ وغیرہ کے بجائے ادب کو ملحوظ رکھ کر دور اگر نسبت صاحب مزار کا تصور کرکے بوسہ دے دیا جائے تو وہ مباح ہے حرام اور شرک نہیں اس کی تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللّٰہ تعالی عنہ:

داؤد بن ابی صالح رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مروان حضور ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوا۔

فوجد رجلا واضعا وجهه على القبر فأخذ مروان برقبته ثم قال هل تدري ما تصنع فأقبل عليه فقال نعم اني لم آت الحجر انما جئت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولم آت الحجر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تبكوا على الدين اذا وليه أهله ولكن ابكوا على الدين اذا وليه غير أهله[4]

ترجمه: تو اس نے ایک شخص کو قبر انور پر منہ رکھے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ وہ "ہاں جانتا ہوں" کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دین پر اس وقت نہ روؤ جب کہ اس کا والی اہل ہو۔ لیکن اس وقت ضرور رو، جب کہ اس کا والی نااہل ہو۔ (وفاء الوفاء ص و خلاصه الوفاء وقال هذا حديث صحيح الاسناد و مسند احمد ص ۴۲۲ ج ۵)

سیدنا بلال رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ:

۱. (وفاء الوفاء صفحہ ۱۳۵۶ ج ۲) میں ہے کہ

لا رحل عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه من فتح بيت المقدس فصار الى جابية مأله بلال أن يقره بالشام ففعل وذكر قصة في نزوله بداريا قال ثم ان بلالا رأى في منامه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهو يقول ما هذه الجفوة يا بلال أما آن لك أن تزورني يا بلال فانتبه حزينا وجلا خائفا فركب راحلته وقصد المدينة فأتى قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فجعل يبكى عنده ويمرغ وجهه عليه (رواه ابن عساكر سند جيد عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه) [5]

ترجمه: جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ بیت المقدس فتح کرکے جامیہ (نامی مقام) کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے شام (ملک) میں اقامت کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی، ایک عرصہ اور حضرت بلال نے حضور سرورِ عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا:

---

[4] (وفاء الوفا بإخبار دار المصطفى صلى الله عليه وسلم. الفصل الثاني: في بقية أدلة الزيارة وان لم تتضمن لفظ الزيارة نصا وبيان تأكد مشروعيتها وقربها من. ۲/۴۱۰. طبع بمطبعة الآداب والمؤيد بمصر، سنة ۱۳۲۶ هجرية)

(خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى. الفصل الاول قصة زيارة بلال رضى الله عنه، ص ۶۴، دار الطيبة. ۱۸۶۸م)

[5] (وفاء الوفا بإخبار دار المصطفى صلى الله عليه وسلم. الفصل الثاني: في بقية أدلة الزيارة وان لم تتضمن لفظ الزيارة نصا وبيان تأكد مشروعيتها وقربها من. ۲/۴۰۸. طبع بمطبعة الآداب والمؤيد بمصر، سنة ۱۳۲۶ هجرية)

اے بلال یہ کیا زیادتی ہے کیا وقت نہیں آیا کہ تو ہماری ملاقات کے لیے حاضری دے، حضرت بلال گھبرا اٹھے اور بہت ڈرے اور خوفزدہ ہوئے اس کے بعد سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہو کر رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر انور پر آئے پھر روتے بھی جاتے تھے اور قبر انور پر چہرہ بھی ملتے تھے۔

اقوال الفقهاء:

۲. مرقات شرح مشکوۃ میں ہے: وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: لَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ قَبْرِ الْوَالِدَيْنِ.[٦]

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا کہ والدین کی قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے۔

۳. طوالع الانوار کے حاشیہ میں ہے: وتقبیل بغیر المصحف کقبور الانبیاء ومن التبرك بهم فللعلماء فیه کلام کرهه بعضهم واستحسنه بعضهم حتی ان الشافعی اباحه مطلقا[٧]

ترجمہ: مطلقاً مُصْحَفْ کے علاوہ دوسری چیزوں کو جیسے انبیاء علیہم السلام کے مزارات کو چومنے میں علماء کو اختلاف ہے بعض نے مکروہ کیا بعض نے مُسْتَحْسَنْ (اچھا) یہاں تک کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً مُبَاحْ (جائز) بتایا علمائے اربعہ کا فتوی عدم کراہت (جواز) پر ہے۔ (فتاوی نظامیہ ص۱۸٦ ج۴)

۴. عمدۃ القاری شرح بخاری ص۲۰۷ میں ہے: وَأَمَّا تَقْبِيلُ الْأَمَاكِنِ الشَّرِيفَةِ عَلَى قَصْدِ التَّبَرُّكِ[٨]

یعنی مبارک جگہوں کا بوسہ اچھا ہے۔

۵. امام احمد سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مزار اور دیگر مزارات کے چومنے کے کا سوال ہوا تو فرمایا: لَا بَأْسَ یعنی کوئی حرج نہیں۔[٩]

(خلاصہ الوفاء و محبوب مدینہ ص۴٦۰)

امام عینی نے ایک بزرگ کو لکھا: وَإِذَا رَأَى قُبُورَ الصَّالِحِينَ قَبَّلَهَا یعنی جب بزرگ کے مزارات دیکھے تو انہیں چومیں۔[١٠]

فائدہ: امام عینی رحمۃ اللہ تعالٰی کے مزید حوالہ جات آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

---

[٦] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الفصل الثاني، ۱۲۵۷/۴، الحديث۱۷٦۵، دار الفكر، سنة النشر: ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲م)

[٧] (سلطان الفقہ المعروف فتاوی نظامیہ، قبروں پر قبہ بنانا اور پھول چڑھانا الخ، ص٦١، اشاعت القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۷ء)

[٨] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه، ۲۴۱/۹، الحديث۱۵۲۰-۱۸۹، دار إحياء التراث العربي)

[٩] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه، ۲۴۱/۹، الحديث۱۵۲۰-۱۸۹، دار إحياء التراث العربي)

(خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى، الفصل الاول قصة زيارة بلال رضى الله عنه، ص٦۴، دار الطيبة، ۱۸٦۸م)

(محبوبِ مدینہ ترجمہ خلاصۃ الوفاء از مفتی محمد فیض احمد اُویسی، آدابِ زیارتِ روضہ رسول، ۱/ ۴٦۰، مکتبہ اویسیہ رضویہ، ملتان روڈ، بہاولپور، ۱۹۸۵ء، ۱۴۰۵ھ)

[١٠] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه، ۲۴۱/۹، الحديث۱۵۲۰-۱۸۹، دار إحياء التراث العربي)

امام سمہوودی قدس سرہ کا فیصلہ:

امام سمہودی خلاصة الوفاء میں لکھتے ہیں کہ

ولا شك أن الاستغراق في المحبة يحمل على الإذن في ذلك والقصد به التعظيم والناس تختلف مراتبهم كما في الحياء فمنهم من لا يملك أنقسم بل يبادر إليه ،ومنهم من فيه إناة يتأخرون [11] (محبوب مدینہ ص ۴۶۴)

ترجمہ: استغراق فی المحبۃ (محبت میں منہمک ہونے) کے لیے اجازت پر محمول ہو گا اس سے مقصد تعظیم ہے لوگ مراتب میں مختلف ہوتے ہیں جیسے حیاء میں، بعض خود کو قابو میں نہیں رکھ سکتے قبر پر جھک پڑتے ہیں بعض میں حوصلہ ہوتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

مزید براں!

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نقل عن ابن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین [۱۲] (محبوب مدینہ ص ۴۶۴)

خلاصۃ الوفاء ابن ابی الصیف و محب طبری سے قبور الصالحین کا بوسہ جواز منقول ہے۔

قبور الوالدین کو چومنا:

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے نور الایمان میں لکھا ہے:

وفي مطالب المؤمنين ولا باس بتقبيل قبر والديه كما في كفاية الشعبي ان رجلا جاء الى النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله اني حلفت ان اقبل عتبة باب الجنت والحور العين فامر النبي صلى الله عليه وآله وسلم أن يقبل رجل الام ووجهة الاب ويدوى انه قال يا رسول الله ان لم يكن لى ابوان فقال قبل قبرهما قال فان لم اعرف قبرهما قال خط خطين وانو بان احدهما قبر الام والآخر قبر الاب فقبلها فلا تحنث في يمينك كذا فى مغفرة قبور في زيارة القبور [۱۳]

ترجمہ: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ میں نے آستانِ جنت (جنت کی چوکھٹ) چومنے کی قسم کھائی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چومے مروی ہے کہ اسنے عرض کیا کہ اگر میرے ماں باپ نہ ہوں فرمایا، ان دونوں کی قبروں کو بوسہ دے عرض کیا کہ اگر قبریں معلوم نہ ہوں فرمایا دو خط کھینچ اور نیت کر کہ ایک ان میں سے ایک ماں کی قبر ہے اور دوسری باپ کی، ان دونوں کو بوسہ دے تیری قسم اُتر جائے گی۔

---

[11] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى .الفصل الاول قصة زيارة بلال رضى الله عنه ، ص ۶۴ ، دار الطيبة ، ۱۸۶۸م)

(محبوبِ مدینہ ترجمہ خلاصۃ الوفاء از مفتی محمد فیض احمد اُویسی، آداب زیارتِ روضہ رسول، ۱/ ۴۶۴، مکتبہ اویسیہ رضویہ، ملتان روڈ، بہاولپور، ۱۹۸۵ء، ۱۴۰۵ھ)

[12] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى .الفصل الاول قصة زيارة بلال رضى الله عنه ، ص ۶۴ ، دار الطيبة ، ۱۸۶۸م)

(محبوبِ مدینہ ترجمہ خلاصۃ الوفاء از مفتی محمد فیض احمد اُویسی، آداب زیارتِ روضہ رسول، ۱/ ۴۶۴، مکتبہ اویسیہ رضویہ، ملتان روڈ، بہاولپور، ۱۹۸۵ء، ۱۴۰۵ھ)

[13] (نور الايمان بزيارة آثار حبيب الرحمان (عربى) از عبد الحليم لكهنوى فرنگى محلى ، ص ٦ ، فى المطبع العلوى الذى اهتم بها محمد على خان بخش اللكنوى)

(نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمان از عبد الحلیم لکھنوی فرنگی محلی، ص ۵۵، صفہ پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور)

فائدہ :

یہ حدیث مولاناعبد الحلیم فرنگی محلی والد مولوی عبدالحی لکھنوی کی تصنیف نور الایمان مطبوعہ لکھنواور ترجمہ اردو مکتبہ فریدیہ ساہیوال میں ہے" مندرجہ ذیل کتب میں یہ حدیث موجود ہے:(کفایہ، شرح الھدایہ للعینی، مطالب المؤمنین، مغفرۃ الغفور فی زیارۃ القبور، انوار الرحمن مولاناعبد الرحمن لکھنوی وغیرہ وغیرہ)

فائدہ:

علامہ علی قاری رحمہ اللہ المسلک المقسط [14] میں فرماتے ہیں:

والحاصل أن ما يكون النظر إليه يدل على الحق ، ويسير إليه فهو عبادة [15]

یعنی خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کی طرف نظر کرنا حق کی طرف مائل کرے اور خدا کو یاد دلائے وہ عبادت ہے۔

یہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے منکرینِ تبرکات (تبرکات کو نہ ماننے والے) کو انتباہ فرمایاہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آثارِ شریفہ کی زیارت سے خدا یاد آتا ہے، اور محبوبِ کبریا ﷺ کی محبت زیادہ ہوتی ہے، لہذا انکی زیارت داخلِ عبادت ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے عوام وخواص وہ اشیاء جو انبیاء بالخصوص سرورعالم ﷺ کی طرف منسوب ہو یا اولیاءِ کرام سے متعلق ہوں ان سے اظہارِ عقیدت کے طور پر انہیں چومتے اور ان سے فیض حاصل کرتے ہیں یہی اہلِ حق کا مذہب ہے۔ چنانچہ حضرت امام الاجل قاضی عیاض رضی اللہ عنہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

ومن إعظامه وإكباره إعظام جميع أسبابه وإكرام مشاهده وأمكنته من مكة والمدينة ومعاهده وما لمسه صلى الله عليه وسلم أو عرف به. [16]

یعنی حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور حضور کے اعظام واحترام میں داخل ہے حضور کے تمام اسباب کی تعظیم اور حضور ﷺ کے مشاہدوامکنہ و مشاہدومعاہدہ وملموسات (اشیاء تبرکات منسوب رسول اللہ ﷺ) کی تعظیم واکرام جو آپ کی طرف منسوب ہوں۔

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شے کی عزت وعظمت کے لیے بزرگوں کی طرف منسوب ہوناکافی ہے۔ علامہ علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا:

والمراد جميع ما ينسب إليه ويعرف به صلى الله تعالى عليه وسلم [17]

یعنی اس سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو حضور سید عالم کی طرف منسوب ومعروف ہوں۔

اب تو تصریح ہوگئی کہ فقط محبوب ہونا تعظیمِ آثار کے لیے کافی ہے۔ مخالفین کے مُسَلَّمْ ومُسْتَنَدْ مولوی عبدالحی کے والد ماجد مولوی عبد الحلیم صاحب فرنگی محلی اپنی کتاب نور الایمان میں علامہ علی قاری کی یہ بات نقل فرمانے کے بعد او عرف بہ پر حاشیہ لکھتے ہیں:

---

[14])المسلك المقسط في المنسك المتوسط

[15])(إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري ،فصل وليغتنم أيام مقامه بالمدينة المشرفة،ص٥٦٦، دار الكتب العلمية بيروت،١٩٩٨م)

[16])(الشفا بتعريف حقوق المصطفى،الفصل السابع : إعزاز وإكرام من له صلة به صلى الله عليه وسلم ،٢/٤٥٦، دار الفكر ، سنة النشر : ١٤٢٣هـ / ٢٠٠٢م)

[17])(الشفا بتعريف حقوق المصطفى،فصل ومن إعظامه أي تعظيم قدر ،٢/٩٨، دار الكتب العلمية بيروت، ٢٠١٨م)

ای ولو کان علی وجه الاشتهار من غیر ثبوت اخبار فی اثارہ کذا قال علی القاری[18]

یعنی منسوبات و معروفات کے لیے محض شہرت بغیر ثبوتِ خیر کافی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نسبت سے ادب کیا جاتا ہے معلمین کی طرف منسوب ہونا اہلِ ادب کے احترام و تعظیم کے لیے کافی ہے، نور الایمان میں ہے:

وکان احمد بن فضلویہ یقول لا یمس قوسا الا متطهر افأنه سمعت ان النبي صلى الله عليه وسلم اخذا القوس بيده ومن ذلك انه يستحب ايتان الآبار. وللمساجد والمقامات المنسوبة إليه صلى الله عليه وسلم[19]

یعنی احمد بن فضلویہ کہتے تھے کہ ان کو بے طہارت ہاتھ نہیں لگاتا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے کمان دستِ مبارک میں لی ہے اور اسی قبیل سے یہ ہے کہ جو کنوئیں اور مسجد میں اور مقامات حضور سید عالم ﷺ کی طرف ہیں ان کی زیارت کے لیے حاضر ہونا مستحب ہے۔

ظاہر ہے کہ ہر کمان کو تو سید عالم ﷺ ہاتھ مبارک میں نہ لیا تھا مگر جس کو لیا تھا اس کے ساتھ اس مناسبت رکھنے کے باعث احمد بن فضلویہ مطلقاً ان کا یہ ادب فرمانے لگے کہ نہیں بے طہارت ہاتھ نہ لگائیں، اس کو وہابی آثار پرستی کہتا ہے۔ بے ادب محروم انداز فضلِ رب یہ مسئلہ تو فقہ ومَنَاسِکْ کی کتابوں میں بکثرت مذکور ہے کہ جو مقام حضور کی طرف منسوب ہو اس کی زیارت مستحب ہے۔ مگر وہابی کو نہ مسائل کی خبر نہ کتابوں پر نظر اس کے علم کی نہایت تو یہ ہے کہ اسے بدعت کہہ دیا جائے، اور تعظیم وادبِ بزرگانِ دین سے تو اس خاص عداوت ہے، مشرکینِ ہند کی تو غلامی کرتے پھرتے ہیں، ان کی تعظیم و تکریم کو تو فرائض پر ترجیح دیتے ہیں مگر اولیاء وانبیاء کے ساتھ مناسبتوں کی بارگاہِ خدا کی تعظیم شرک معلوم ہوتی ہے اور شرحِ مطہر سے آنکھیں بند ہے۔

مشارق الانوار، صفحہ ۱۰۴، مطبوعہ مصر میں ہے کہ ولايقبل الاعتاب الا لقصد التبرك فلا بأس به كما قال القطب الشعراني[20]

یعنی اور چوکھٹ وغیرہ تبرک کے ارادہ پر چوم سکتا ہے اس کا کوئی حرج نہیں ایسے ہی قطب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لطیفہ:

اس صحابی کی مَنَّت اور پھر ماں کی قبر کی چومنے والی حدیث سے مخالفین حسبِ عادت اس حدیث کا انکار کر دیتے ہیں اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی در حقیقت منکرینِ حدیث ہیں کہ جو حدیث ان کے خلاف ہو گی تو یا تو سرے سے حدیث کا انکار کر دیں گے یا اسے موضوع (اصطلاح یعنی گڑھی ہوئی حدیث) کہیں گے یا کم از کم ضعیف (اصطلاحِ حدیث) کہہ کر ٹھکرا دیں گے۔ حالانکہ حدیث کا ٹھکرانا اگرچہ ضعیف بھی ہے تب بھی بے دینی کی علامت ہے۔

بہر حال یہ حدیث کفایہ شعبی میں سند کے ساتھ مروی ہے، اور معتبر محدثین نے اسے نقل کیا ہے مثلاً علامہ عینی شارح بخاری، علامہ عبد العلیم لکھنوی، علامہ عبد الرحمٰن لکھنوی، وغیرہ۔

---

[18])(نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمان (عربی) از عبد الحلیم لکھنوی فرہنگی محلی، ص٦، فی المطبع العلوی الذی اهتم بها محمد علی خان بخش اللکنوی)

[19])(نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمان (عربی) از عبد الحلیم لکھنوی فرہنگی محلی، ص٦، فی المطبع العلوی الذی اهتم بها محمد علی خان بخش اللکنوی)

[20])(مشارق الانوار: فی فوز اهل الاعتبار، الفصل الثالث فيما ينبغي للحی فعله وقت الزيارة وما لا ينبغي، ص ۱۰۴، المطبعة الكاستلية، ۱۸٦۳م)

قبر سے شفاء:

اسماعیل تیمی فرماتے ہیں کہ ابن المنکدر کو کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ مزار مصطفی ﷺ پر حاضر ہو کر چہرہ قبر انور پر رکھ دیتے لوگوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا: ان يستشفي بقبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم [٢١]

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔(خلاصة الوفاء و محبوب مدینہ ص۴۶۴)

قاعدہ اسلامیہ: معظم اشیاء کا چومنا شرعاً مُسْتَحْسَنْ ہے۔

۱۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ناف کا چومنا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ثابت ہے۔[٢٢]

۲۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جو نہی حضور علیہ السلام کی مہر نبوت دیکھی تو خود فرماتے ہیں: فأكببت عليه أقبله وأبكي الخ[٢٣]

یعنی میں نے جھک کر اسے بوسادیا اور رویا الخ (الی آخره)۔

۳۔ جب حجاج بن علاج غلام نے حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مکہ معظمہ میں صبح کی خبر کی نوید سنائی تو،

فَوَثَبَ الْعَبَّاسُ فَرِحًا حَتّٰى قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ثُمَّ جَاءَ الْعَبَّاس فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ الخ[٢٤]

(موارد الظمان ص۸۹۶ ج۴)

ترجمہ: تو خوشی سے اچھلے یہاں تک کہ آپ نے اس کی دو آنکھوں کے درمیانی حصہ کو چوما آپ کو حجاج کی خبر سنائی تو آپ نے غلام کو آزاد کر دیا۔

۴۔ قرآن مجید کو چومنا مستحب ہے جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ نے اتقان میں تصریح فرمائی۔[٢٥]

۵۔ حضور سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا ایک دوسرے کے ہاتھ پاؤں چومنا، سر چومنا، پیشانی چومنا وغیرہ وغیرہ احادیث سے ثابت ہے فقیر کے دو رسالے ہیں: (۱) فتاوی ہاتھ پاؤں چومنا (۲) ہاتھ پاؤں چومنا اور صحابہ کرام۔

۶۔ نبی پاک شہ لولاک ﷺ کا اسم مبارک چومنا یعنی اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه سن کر انگھوٹھے چومنا مستحب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کا رسالہ "انگوٹھے چومنا" پڑھیں۔

بہر حال قبر کا چومنا ہو یا کسی اور معظم شے کا یہ سب تعظیم و تکریم ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں حکم ہے "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ "[٢٦](پ۲۶ الفتح)

ترجمہ: اور ان کی تعظیم و توقیر کرو۔

فائدہ:

آیت میں تعظیم و تکریم کا مطلق حکم ہے: والمطلق يجري على إطلاقه یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے۔

---

[٢١] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى .الفصل الاول قصة زيارة بلال رضى الله عنه ، ص ٦٤، دار الطيبة، ١٨٦٨م)

(محبوبِ مدینہ ترجمہ خلاصۃ الوفاء از مفتی محمد فیض احمد اُویسی، آدابِ زیارتِ روضہ رسول، ۱/ ۴۶۴، مکتبہ اویسیہ رضویہ، ملتان روڈ، بہاولپور، ۱۹۸۵ء، ۱۴۰۵ھ)

[٢٢] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه ،٢٤١/٩، الحديث١٥٢٠-١٨٩، دار إحياء التراث العربي)

[٢٣] (المعجم الكبير للطبراني، باب السين، من اسمه سهل، سلمان الفارسي، ما أسند سلمان، ما روى ابن عباس عن سلمان رضي الله عنه،٦/٢٢٥، الحديث٦٠٦٥، مكبتة ابن تيمية)

[٢٤] (موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، كتاب المغازي والسير ، باب ما جاء في خيبر ، ص ٤١٣، دار الكتب العلمية)

[25] (الإتقان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون: في مرسوم الخط وآداب كتابته، ١٨٩/٤، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة ھ م)

[٢٦] (الفتح:٩

اس قاعدہ پر جب تک تعظیم کسی خاص رکن سے مُقَیَّدْ نہ ہو یا کسی کے ساتھ مُخْتَصْ نہ ہو تو اس وقت تک اس کے حکم کا اطلاق عموم پر ہو گا۔ اور معظم شے کے تمام افراد کو محیط ہو گا اس لیے اس سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی ذات کے علاوہ آپ کی جملہ متعلقات کی تعظیم کا حکم ہے وہ تعظیم جس طرح سے ہو بوسہ بھی ایک تعظیم ہے آپ کے مزار کی تعظیم ضروری ہے اسے بوسہ دینا بھی تعظیم میں شامل ہے اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ اولیاء کرام نائبینِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان کی تعظیم و تکریم کا حکم بھی اسی طرح ہو گا جیسے حضور سرورِ عالم ﷺ کے متعلق مذکور ہوا۔

ازالہ وہم :

قبر چومنے کو سجدہ کی تعریف میں شامل نہیں کر سکتے ورنہ ہر رکعت کے آخر میں حالت سجدہ میں زمین کو صرف دوبار چومنے سے ہی نماز جائز ہو جاتی اور پیشانی زمین پر رکھنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی حجرِ اسود کو بوسہ دینا اس دعوی کی روشن دلیل ہے۔

امام عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام بدرالدین شارح بخاری کی علمی تحقیق کا لوہا مخالفین بھی مانتے ہیں ان کے چند حوالے مذکور ہو چکے ہیں، یہاں ان کی شرح بخاری سے یکجا چند حوالے مذکور ہوئے ہیں انہیں یہاں درج کیا جاتا ہے:

۱۔ حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری کی جلد ۴ صفحہ نمبر ۷-۶ پر ایک نفیس بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقدس مقامات کو بطور تبرک بوسہ دینے اور بزرگان دین کے مبارک ہاتھ پاؤں کو قصداً ارادۃً چوم لینے میں کوئی حرج نہیں یہ ایک مستحسن فعل ہے بعد ازاں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا" آپ مجھے وہ بابرکت جگہ دکھائیں جس پر ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بوسہ دیا تھا"۔ آپ نے ناف مبارک سے کپڑا اٹھایا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خانوادہ مصطفوی اور آثارِ نبوت ﷺ سے برکت حاصل کرنے کے لیے اسی جگہ پر بوسہ دیا۔[۲۷]

۲۔ حضرت ثابت بانی رحمۃ اللہ علیہ خادمِ رسول حضرت انس ضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مبارک کو اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے، فرماتے تھے کہ یہ وہ بابرکت ہاتھ ہیں جنہیں حضور نبی کریم ﷺ کے نورانی ہاتھوں سے چھو جانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے حافظ ابوسعید بن علائی نے بتایا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قدیم نسخہ جس پر ابن ناصر اور دیگر حفاظِ کرام کا حاشیہ درج ہے اس کے اندر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا، کیا حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک اور منبر مبارک کو بوسہ دینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا:" جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔"[۲۸]

حافظ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے یہ عبارت شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کو جا کر دکھائی تو وہ از حد متعجب ہوا اور کہنے لگا۔ "میں امام احمد کی جلالت علمی کا صمیمِ قلب سے معترف ہوں لیکن ان کے اس فتوی سے انتہائی حیران ہوں کہ یہ ان کا کلام اور ان کے کلام کا مفہوم کیسے ہو سکتا ہے حافظ ابوسعید فرمانے لگے کہ میں آپ کو ان کے متعلق اس سے زیادہ حیرت انگیز بات سناتا ہوں وہ یہ کہ ہمارے سامنے امام احمد بن حنبل کے متعلق یہ روایت کی گئی کہ آپ نے ایک مرتبہ اپنے استاد المکرم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض مبارک کو دھوئی پھر وہ پانی جس سے قمیض دھوئی تھی اسے بطور تبرک نوش فرمالیا، جب امام احمد کے نزدیک اہلِ علم کی تعظیم کا یہ حال ہے تو ان کے ہاں صحابہ کرام کی قدر و منزلت اور انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کی عزت و تکریم کا کیا حال ہو گا۔ مجنوں نے اپنی محبوبہ لیلی کے بارے میں کتنے ہی عاشقانہ انداز میں کہا ہے۔

---

[۲۷] (عمدۃ القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه، ۲۴۱/۹، الحديث ۱۵۲۰-۱۸۹، دار إحياء التراث العربي)

[۲۸] (عمدۃ القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه، ۲۴۱/۹، الحديث ۱۵۲۰-۱۸۹، دار إحياء التراث العربي)

"میں جب اپنی محبوبہ لیلی کے شہر سے گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو میرے دل کی یہ کیفیت اس شہر کی محبت کے باعث نہیں ہوئی بلکہ اس محبوبہ کی وجہ سے جو کبھی اس شہر میں سکونت پذیر تھی۔[29]

۳۔ محمد طبری فرماتے ہیں: جب حجرِ اسود کو بوسہ دینا جائز ہے تو اس سے ہم بوسہ دینے کا جواز مُسْتَنْبِطْ (مسئلہ نکال کر بیان) کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جس چیز کے چومنے میں اللہ تعالی کی تعظیم پوشیدہ ہو اسے بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں، بفرضِ محال (ناممکن فرض کرنے کی صورت میں) اگر بوسہ مستحب ہونے کے لیے متعلق بھی ہمارے پاس کوئی روایت بطورِ دلیل موجود نہ ہو تو بوسہ کے مکروہ تک ہونے کے بارے میں بھی تو کہیں کوئی روایت نہیں ملتی۔[30]

۴۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے اپنے دادا جان حضرت محمد بن ابی بکر کی ایک کتاب کے حاشیہ میں یہ روایت دیکھی انہوں نے اسے امام ابو عبد اللہ محمد بن ابو الصیف سے روایت کی کہ بعض صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جب قرآن حکیم دیکھتے تو اسے بوسہ دیتے اور جب صالحین کے مزارات دیکھتے تو انہیں بھی تبرکاً چوما کرتے۔ "علامہ عینی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سے یہ بعید نہیں کہ وہ یہ امور سر انجام دیتے ہوں۔ (لہذا ان کی اقتداء میں یہ چیز ہمارے لیے بھی جائز ہے) جن جن امور میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم پوشیدہ ہے انہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔[31]

۵۔ حدیث شریف میں ہے "امام المحدثین امام الہام، علمِ امت حضرت ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مرزی رحمہ اللہ علیہ اپنی مسند میں فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت عبد اللہ نے یہ حدیث بیان کی، ان کے سامنے ان کے والد ماجد نے ان کے سامنے عبد الملک بن عمرو نے ان کے سامنے کثیر بن زید نے اور انہوں نے یہ حدیث پاک حضرت داؤد بن صالح (رحمہم اللہ) سے روایت کی ہے فرماتے ہیں:

ایک روز اُمویُ خلیفہ مروان مدینہ منورہ آیا اس نے ایک شخص کو دیکھا جو سرکار دو عالم ہے کے مزار اقدس پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے تھا، مروان نے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو مروان کیا دیکھتا ہے کہ وہ شخص میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ نے فرمایا اے مروان! ہاں مجھے خوبی معلوم ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں میں اللہ تعالی کے پیارے رسول ﷺ کے دربارِ انور میں حاضر ہوا ہوں کسی بے جان پتھر کے پاس نہیں آیا کان کھول کر سن لے میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جب دین کے والی اس کے اہل ہوں اس وقت دین پر نہ رونا، لیکن جب دین کے والی نا اہل آ جائیں تب دین کی خستہ حالی پر اشک بہانا۔[32] (مسند امام احمد، ج۵ ص ۴۲۲، مطبوعہ مصر)

فائدہ :

اس حدیث کو فقیر نے پہلے لکھا ہے یہاں امام احمد بن حنبل کی سند کے ساتھ دوبارہ عرض کیا ہے حدیث شریف میں ہے حافظ کبیر، امام المحدث حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری اپنی مشہور کتاب مستدرک میں باب الفتن کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں ہمارے سامنے یہ حدیث ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کے سامنے عباس بن محمد بن حاتم دوری نے ان کے سامنے ابو عامر عبد الملک عمرو عقدی نے ان کے سامنے کثیر بن زید نے اور انہوں

[29] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه، ٢٤١/٩، الحديث١٥٢٠ـ١٨٩، دار إحياء التراث العربي)

[30] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه، ٢٤١/٩، الحديث١٥٢٠ـ١٨٩، دار إحياء التراث العربي)

[31] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ذكر في الحجر الأسود، ذكر ما يستفاد منه، ٢٤١/٩، الحديث١٥٢٠ـ١٨٩، دار إحياء التراث العربي)

[32] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى، ص٦٤، دار الطيبة، ١٨٦٨م)

نے یہ حدیث حضرت داود بن علی صالح سے روایت کی فرماتے ہیں "اُمَوِی خلیفہ مروان ایک روز مدینہ منورہ آیا اس نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا چہرہ حضور علیہ السلام کے مزار اقدس پر رکھے ہوئے تھا اس نے اسے گردن سے پکڑ کر تلخ لہجہ میں کہا تمہیں علم ہے کہ یہ کیا کام کر رہے ہو؟ اس نے کہا۔۔۔[۳۳] اس کی تفصیل اوپر گزری ہے۔

فتوی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

فقیر کے سامنے اس وقت ایک اشتہار ہے پہلی بھیت انڈیا سے شائع کیا گیا ہے مزارات چومنے کے بارے میں مفصل فتوی ہے جس کا عنوان ہے یہ کہ مزارات اولیائے کرام (علیہم رحمۃ المنعام) کے چومنے کو کفر یا شرک کرنا وہابیوں دیوبندیوں کا طریقہ ہے اور مزاراتِ بزرگان دین کے بوسے کو بالاتفاق و اجماع فقہا نا جائز سمجھنا سنیوں کی نادانی ہے۔

ملاحظہ ہو فتوائے مبارکہ کہ حضور پر نور امام اہلسنت اعلی حضرت عظیم المرتبت مجددِ اعظم دین ملت (رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنافی الدارین) یہ عنوان دے کر لکھا گیا ہے کہ فتوائے تقبیلِ مزارِ ولی (ولی کے مزار کو چومنا) از حضرت مولینا مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی (دام ظلہ العالی)

فائدہ :

آخر میں لفظ "مد ظلہ العالی" کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ یہ اشتہار امام اہل سنت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی زندگی مبارک میں شائع ہوا ہو گا۔

(یہ اشتہار فقیر کے پاس محفوظ ہے۔)

اب اصل مضمون ملاحظہ فرمائیں۔ فی الواقع بوسہ قبر میں علماء مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ایک امر ہے دو چیزوں داعی ومانع (یعنی ایک بوسہ کے جواز کا قائل دوسرا عدم جواز کا) کے درمیان دائرہ داعی محبت ہے اور مانع ادب تو جسے غلبہ محبت ہو اس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لیے منع ہے اَحْوَطُ (احتیاط) ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزاراتِ اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو پھر تَقْبِیْلْ (چومنے) کی کیا سبیل عالمِ مدینہ علامہ سید نور الدین سمہودی (قدس اللہ سرہ) خلاصۃ الوفا شریف میں جدارِ مزار انور کے لُمْسْ (چھونا) وتقبیل (چومنا) وطواف سے ممانعت کے اقوال نقل فرماتے ہیں:

وفي كتاب العلل والسلم الات لعبد الله بن احمد بن حنبل سالت أبي عن الرجل يمس منبر النبي صلى الله عليه وسلم يتبرك بمسه وتقبيله ويفعل بالقبر مثل ذلك وجاء ثواب الله تعالى فقال لا بأس به[۳۴]

یعنی امام احمد بن حنبل کے صاحبزادہ امام عبد اللہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے باپ سے پوچھا کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثوابِ الہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں، امام اجل تقی الملک والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی شفاء

---

[۳۳] (المستدرك على الصحيحين، كتاب الفتن والملاحم، باب ابكوا على الدين إذا وليه غير أهله ٥/٢٠، الحديث ٨٦١٨، دار المعرفة، سنة النشر ١٤١٨هـ)

[۳۴] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى، الفصل الاول قصة زيارة بلال رضى الله عنه، ص ٦٤، دار الطيبة، ١٨٦٨م)

السقام پھر سید نور الدین خلاصۃ الوفا میں بر اویۃ یحیي بن الحسن عن عمر بن خالد عن أبي نباتۃ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب، ذکر فرماتے ہیں کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اَعطَر سیدِ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں اور قبر شریف پر اپنا منہ رکھے ہیں، مروان نے انکی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے اس کی طرف منھ کیا اور فرمایا:

نعم إني لم آت الحجر ولم آت اللبن وإنما جئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: ہاں میں سنگدل کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

لا تبکوا علی الدین إذا ولیہ أھلہ ولکن أبکوا علی الدین إذا ولیہ غیر أھلہ[٣٥]

ترجمہ: دین پر نہ روؤ جب اس کا والی اہل ہو ہاں دین پر روؤ جب نااہل اس کا والی ہو۔

سید قدس سرہ فرماتے ہیں: رواہ احمد حسن امام احمد نے یہ حدیث بسندِ حسن روایت فرمائی نیز فرماتے ہیں:

وروی ابن عسکر بسند جید عن أبي الدرداء رضي اللہ عنہ قصۃ نزول بلال بن رباح بداریا بعد فتح عمر رضي اللہ عنہ البیت المقدس قال ثم أن بلالا رأی النبي صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول لہ ما ھذہ الجفوۃ یا بلال أما آن لك أن تزورني فانتبہ حزینا خائفا فرکب راحلتہ وقصد المدینۃ فأتی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یبکي عندہ ویمرغ وجھہ علیہ[٣٦]

یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ ان سے فرماتے ہیں: اے بلال یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو بلال رضی اللہ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور منھ قبر شریف پر ملتے تھے۔

امام حافظ عبد الغنی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں:

---

[٣٥] (خلاصۃ الوفا بأخبار دار المصطفی، الفصل الاول قصۃ زیارۃ بلال رضی اللہ عنہ، ص٦٤، دار الطیبۃ، ١٨٦٨م)
(وفاء الوفا بإخبار دار المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الثاني: في توسل الزائر بہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی ربہ تعالی، ١/٤٥٧، طبع علی نفقۃ السید: حبیب محمود أحمد، وجعلہ وقفا للہ تعالی)

[٣٦] (وفاء الوفا بإخبار دار المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، الباب الثاني في فضل الزیارۃ والمسجد النبوي ومتعلقاتھما، الأول في فضل الزیارۃ وتأکدھا وشد الرحال إلیھا وصحۃ نذرھا وحکم، ١/٣٥٥، طبع علی نفقۃ السید: حبیب محمود أحمد، وجعلہ وقفا للہ تعالی)

وليس الاعتماد في السفر للزيارة على مجرّد منامه بل على فعله لذلك والصحابة متوفون ولم تخف عليهم القصة[۳۷]

یعنی زیارت اقدس کے لیے شد الرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت موجود تھے اور انہیں معلوم ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

عالم مدینہ فرماتے ہیں:

وذکر الخطیب بن حملة ان بلالا رضی الله عنه وضع خدیه علی القبر الشریف وان ابن عمر رضی الله عنه ما کان یضع یده الیمني علیه ثم قال ولا شك ان الاستغراق في المحبة یحمل علی الأذن في ذلك والقصد به التعظیم والناس تختلف مراتبهم کما في الحیاة فمنهم من لا یملك نفسه بل یبادر الیه ومنهم من فیه اناة فیتأخر اه ونقل عن ابن أبي الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین وعن اسمعیل التیمي قال کان ابن المنکدر یصیبه الصمات فکان یقوم فیضع خده علی قبر النبي صلی الله علیه وسلم فعوقب في ذلك فقال انه یستشفی بقبر النبي صلی الله علیه وسلم[۳۸]

یعنی خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دہنا ہاتھ اس پر رکھتے پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اِذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تَحَمُّلْ ہے وہ پیچھے رہتا ہے اور ابن ابی الصیف اور امام محب طبری سے نقل کیا کہ مزاراتِ اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے۔ اور اسمعیل تیمی سے نقل کیا کہ ابن المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسار قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رکھتے کسی نے اس پر اعتراض کیا فرمایا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں۔

علامہ شیخ عبد القادر رفاکہی کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب مستطاب حسن التوسل في آداب زیارة أفضل الرسل صلی الله علیه وسلم میں فرماتے ہیں:

وإن تمریغ الوجه والخد واللحیة بتراب الحضرة الشریفة وأعتابها في زمن الخلوة المأمون فیها توهم عامي محذرًا شرعیا بسببه أمر محبوب حسن فیما یظهر، لکن إن کان له في ذلك قصد صالح، وحمله علیه فرط الشوق والحب الطافح[۳۹]

یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب اور مستحقِ ثواب ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں، مگر اس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراطِ شوق اور غلبہ محبت اسے اس پر باعث ہو پھر فرماتے ہیں:

---

[۳۷] (وفاء الوفا بإخبار دار المصطفی صلی الله علیه وسلم. الباب الثاني في فضل الزیارة والمسجد النبوي ومتعلقاتهما، الأول في فضل الزیارة وتأکدها وشد الرحال إلیها وصحة نذرها وحکم. ۳۵۹/۱، طبع علی نفقة السید: حبیب محمود أحمد، وجعله وقفا لله تعالی)

[۳۸] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفی. الفصل الاول قصة زیارة بلال رضی الله عنه، ص۶۴، دار الطیبة، ۱۸۶۸م)

(محبوبِ مدینہ ترجمہ خلاصۃ الوفاء از مفتی محمد فیض احمد اُویسی، آداب زیارتِ روضہ رسول، ۱/۴۶۳، مکتبہ اویسیہ رضویہ، ملتان روڈ، بہاولپور، ۱۹۸۵ء، ۱۴۰۵ھ)

[۳۹] (حسن التوسل في آداب زیارة أفضل الرسل صلی الله علیه وسلم. الباب الأول: في الآداب، الأدب الخامس والستون، ص۲۱۹، دار الکتب العلمیة بیروت، ۲۰۱۹م)

على أني أخفك هنا لأمر يلوح لك منه المعنى بأن الشيخ الإمام السبكي وضع حر وجهه على بساط دار الحديث التي مسها قدم النووي؛ لينال بركة قدمه، وينوه بمزيد عظمته، كما أشار إلى ذلك بقوله:

وفي دار الحديث لطيف معنى　　على بسط لها أصبو وآوي

لعلي أن أنال بحر وجهي　　مكانا مسه قدم النواوي

وبأن شيخنا تاج العارفين إمام السنة خاتمة المجتهدين كان يمرغ وجهه ولحيته على عتبة البيتا لحرام بحجر إسماعيل[40]

یعنی علاوہ بر ایں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتاہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہو جائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملہ والدین کی دار الحدیث کے اس بچھونے پر جس پر امام نوری قدس سرہ العزیز قدم مبارک رکھتے تھے ان کے قدم کی برکت لیتے اور ان کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اس پر ملا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دار الحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جن کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اس جگہ پر جس کو قدم نووی نے چھوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سنت خاتمۃ المجتہدین آستانہ بیت الحرام میں حطیم شریف پر جہاں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا مزار کریم ہے اپنا چہرہ اور داڑھی ملا کرتے تھے بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب کہ اکابرِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جملہ آئمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو ان پر شورَش کی کوئی وجہ نہیں اگر چہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے امام علامہ عبد الغنی نابلسی (قدس سره القدسی حديقه ندويه) شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

"المسئلة: متى أمكن تخريجها على قول من الأقوال في مذهبنا أو مذهب غيرنا فليست بمنكر يجب إنكاره والنهي عنه. وإنما المنكر ما وقع الإجماع على حرمته والنهي عنه والله تعالى اعلم[41]

كتبه:

عبده المذنب احمد رضا البريلوى على عنه بحمدن المصطفى النبي الامى صلى الله تعالى عليه وسلم

مرتب: حضرت مولینا مفتی محمد اصغر علی صاحب حشمتی صدر مدرس دار العلوم حشمت الرضا پلی بھیت شریف۔

جاری کردہ: عطاء الحشمت حشمتی مدرس شعبہ تجوید دار العلوم حشمت الرضا حشمت نگر پلی بھیت شریف یوپی۔

نوٹ: حسبِ عادت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اس فتوی پر بھی حاشیہ لگایا گیا ہے جو اس فتوی مبارکہ کا نشان اَحْوَطُ (احتیاط) کے لفظ پر ہے، اس اَحْوَطُ (احتیاط) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ

[40] (حسن التوسل في آداب زيارة أفضل الرسل صلى الله عليه وسلم، الباب الأول: في الآداب، الأدب الخامس والستون، ص٢١٩، دار الكتب العلمية بيروت، ٢٠١٩م)

[41] (الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية والسيرة الأحمدية، النوع الثالث والثلاثون في الكلام حال خطبة الجمعة والعيد وغيرهما ٢١٩/٤، دار الكتب العلمية بيروت ٢م)

اَحْوَطْ(احتیاط) :

ما هو خلاف الاَحْوَطْ(احتیاط) والاحتیاط لیس حراما ولا مکروه تحریما کما مقابل الاصح والارجح بحرام بل هو صحیح وراجح والعمل علیه جائز ولا یخفی علی اهل العلم فمن شاء التحقیق فلیرجع الی الشامي والقول انه من عادات النصاری فله اجوبة منها ان کل عادة لا تکون شعارك وما فعل سیدنا بلال رضی الله تعالی المولی تعالی عنه وارضاه عنا في الدارین عند الصحابه رضوان الله تعالی علیهم کیف یکون من عاداتهم بان یکون شعاراً الهم وهم اعلم منا بشعارهم وعاداتهم وما فعل المشایخ والعرفا . وامروا اتباعهم کیف یکون حراماً قطعاً وسیدنا اعلحضرة المجدد الاعظیم اذا رجع من المدینه المنوره الی الاحمیر المقدسة حضر ثم خرج بعد الفاتحه ولم یقبل تربته قدس سره فسمع ما سمع من قائل فرجع ودخل وقبل وقال هذا صوت مجلس السلطان هذه الواقعة بین مخدومنا مولینا السید حسین علی الرضوی وکیل المجاورة

ترجمہ: وہ جو اَحْوَطْ(احتیاط) کے خلاف ہو وہ نہ حرام ہے اور مکروہ تحریمی جیسا کہ اصح وارجح(اصطلاح اصول فقہ) کا مقابل حرام نہیں بلکہ وہ صحیح وراجح اور اس پر عمل جائز ہے اور یہ اہل علم پر مخفی نہیں جو اس کی تحقیق مزید چاہتا ہے اسے شامی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور یہ قول کہ یہ نصاری کی عادات سے ہے تو اس کے کیا ہو وہ نصاری کا شعار کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ صحابہ کرام نصاری کے شعار کو ہم سے زیادہ جانتے وہ کیسے نصاری کا شعار ہو جائے گا تو یہ فعل قطعا حرام نہ ہوا(بلکہ مباح ہوا) امام احمد رضا فاضل بریلوی جب مدینہ طیبہ سے واپس آئے تو اجمیر شریف حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کے مزار کی حاضری دی، آپ نے فاتحہ پڑھ کر مزار کو چومے بغیر باہر آ گئے پس سنا جو کچھ سنا جو کہنے والا کہہ رہا تھا اسی لیے پھر لوٹ کر مزار شریف داخل ہو کر مزار شریف کو چوم کر فرمایا کہ یہ مجلس سلطان کی آواز تھی اس لیے چوم رہا ہوں۔ یہ واقعہ سید حسن علی رضوی وکیل مجاورہ نے بیان فرمایا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مزاراتِ اولیاء کرام کا چومنا مباح ہے کوئی چومتا ہے تو شرک یا حرام نہیں جیسے وہابی کہتے ہیں اگر نہیں چومتا تو مستحقِ ملامت نہیں۔(فافهم ولا تکن من الوهابیین) اویسی غفرلہ

۲۔ حضرت علامہ محمد عمر صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ماہنامہ سلسبیل لاہور میں بعنوان "توحید" شائع ہوا اسی قسط میں قبر پرستی کا عنوان جما کر لکھا۔

قبر پرستی: قبر پرستی مذموم(برا) سہی اور کوئی پسند نہیں کرتا لیکن وفورِ محبت اور ازدیادِ شوق میں کوئی روضہ مبارکہ کی جالی چوم لے، یا ہاتھ لگا کر اپنا دل ٹھنڈا کر لے تو کیا حرج، بلکہ ہمیں تو دین ہی دین نظر آتا ہے اس کے اندر کون ہے محبوب خدا ﷺ کو خدا سمجھے اللہ سمجھے جب سے اسلام آیا اور جب سے روضہ اطہر کے گرد لوگ پھرنے چلنے شروع ہوئے اس وقت سے آج تک کسی نے رسولِ خدا کو خدا نہیں سمجھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی تو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا تھا بلکہ آپ ﷺ تو عالمِ بالا میں تشریف لے گئے اور نقش مبارک کا بوسہ لیا۔ کیا یہ بھی بدعت ہے؟ یا شرک ہے؟ اور جب چہرہ مبارک حاضر نہ ہو اور زیر زمین جسم مبارک ہو تو قبر کو چوم لیا جائے یا روضہ کو تو عین وہی بات نہیں جو صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے وفورِ محبت میں سرزد ہو گئی۔ عرب کا بدوی اپنی محبوبہ کے خالی مکان سے گزرتا ہے کیونکہ عرب قبائل آب و گیاہ کی وجہ سے اکثر خانہ بدوش رہتے ہیں تو خالی مکان کی دیواروں کو بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ

أمر عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلَى　　　أقبلُ الْجِدَارَ وذَا الْجِدَارا

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفَنَ قَلْبِي　　　ولكن حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

ترجمہ: مجنون ایک گھر یعنی لیلی کے گھر سے گزرنے لگا، تو میں کبھی اس دیوار کو کبھی اس کو بوسہ دیتا، گھر کی محبت تو میرے دل کو کھانہ گئی تھی، بلکہ گھر کے رہنے والے کی محبت کا اثر تھا۔ اس بدوی شاعر نے کیا خوب فیصلہ دیا۔ کہ مکان سے جو محبت ہو گئی یا محبت سے دیواریں چوم رہا ہوں یہ مکان کے لیے نہیں بلکہ صاحبِ مکان کے لیے۔ جس کے ہاتھ چومتے ہیں یا قدم چومتے ہیں، یہ اس جسم خاکی کے لیے۔۔۔۔ کی جھلک کے لیے جو تمام دنیا کا نورِ مطلق ہے۔

کعبه بنگاه خلیل آذر است　　　دل گذرگاه جلیل اکبر است

تو کیا یہ توحید نہیں اور یہ مت پرستی ہے؟ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ اقدس جو نورِ مطلق کی نیابت فرمانے کے لیے تشریف لائے، جن کا سینہ مبارک انوارِ الٰہیہ کا مخزن اور رحمتِ الٰہیہ کا نمونہ تھا، جن کی زبان سے کلامِ الٰہی دنیا میں ظہور پذیر ہوا، جو سراسر توحید ہے، اگر ان کے قالب(جسم) کو بوسہ دیا جائے یا ان کے مَسْکَنْ ومَدْفَنْ کو مقدس خیال کیا جاوے تو کون سی بدعت ہو گی؟ یہ بوسے اور یہ تقدس کس لیے؟ صرف ذاتِ ربی کی نسبت نہیں تو اور کس کی ہے؟ خود سوچیے اور غور فرمایئے اگر اسے بدعت خیال کیا جاوے تو اس حدیث کا کیا مطلب اور کیا معنی؟

لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[۴۲]

یعنی تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو تا جب تک بیٹے باپ اور تمام آدمیوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے۔

تو محبت کا تقاضا یہ نہیں کہ ان کے روضہ مبارک کو چوم لیا جاوے؟ ورنہ محبت کے آثار کیسے نظر آسکتے ہیں اتباع اور چیز ہے اور محبت اور چیز ہے دنیا لکھی پڑھی جانتی ہے کہ محبت کا تعلق دل سے ہے اور محبت کے آثار وہی ہیں جو بیان کیے گئے اتباعِ محبت اور غیرِ محبت سے بھی ہو سکتا ہے لیکن اضطراری جذبات کا ظہور تو صرف محبت سے ہوتا ہے اور اس اضطراری جذبات کو برا کہنا عقلمندی کے بر خلاف ہے خود نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں صحابہ کرام سے ایسے افعال اضطراری(غیر اختیاری) محبت کے طور ظہور پذیر ہوتے رہے اور آپ ﷺ کے ناراض ہونے کے بجائے خوش ہوتے رہے، لہذا کوئی محبوب، محب کے آثار محبت پر بھی ناراض ہوتا ہے؟ ہاں حد ادب سے متجاوز ایسے افعال ہو جائیں اور محبوب کی طبع کے خلاف ہو نکلیں تو بے شک ناراضگی کا باعث ہوتے ہیں، لیکن بوسہ دینا اور محبت سے ہاتھ لگانا تو پسندیدہ افعالِ محبت ہیں یا دیکھ کر آنسو پھوٹ آنا محبت نہیں کیا؟

ہمارے پڑھے لکھے دوست نبی کریم ﷺ کے بارے میں اتنی محبت کے اظہار کو بھی پسند نہیں کرتے، جتنی ایک بدوی سے اپنی محبوبہ کے گھر پر حاضری ہونے سے ظہور پذیر ہوئی، اب کوئی سوچے تو کیا یہ محبت ہے؟ کہ ایسے افعال واحوال محبت کے ظہور کو قابلِ نفرت ٹھرا کر محبت کو نفرت سے بدل دیا جائے، اور اظہارِ نفرت کرنے کے بعد اپنے آپ کو محبِ رسولِ خدا کہا جائے۔ روضہ اقدس اور مدفن رسالت کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو عزت دینی منظور نہ ہوتی اور اس کے لیے تعظیم پسند نہ ہوتی تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب کبھی بھی مسجد نبوی ﷺ کے لیے نہ رکھا جاتا۔ یہ مانا کعبہ شریف کے برابر نہ سہی، لیکن کعبۃ اللہ اور حرم پاک سے دوسرے درجے کا ثواب تو صرف مسجد نبوی ﷺ کے لیے عطا ہوا کہ مسلمان آئیں اور مسجد نبوی کے اندر نماز

---

[۴۲] (صحيح مسلم ،كتاب الإيمان ،باب وجوب محبة رسول الله أكثر من الأهل والولد والوالد والناس أجمعين ونفي الإيمان عمن لم يحبه ﷺ، الحديث ۶۳۔(۴۴)، دار إحياء الكتب العربية)

پڑھیں اور چالیس نمازوں تک قیام یہاں کریں، تاکہ روضہ اقدس اور مدفن پاک سے فیوض اور انوار سے بھر پور ہو کر واپس ہوں، ورنہ زیارت تو ایک دن بھی کافی تھی پھر اس کے کہنے کا کیا مطلب ہے؟

"مَنْ زَارَنِی بَعْدَ مَوْتی، فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتی"[۴۳]

یعنی جس نے مجھے میرے وفات کے بعد دیکھا گویا اس نے مجھے میرے حیات میں دیکھا۔

اگر اپنی قبر کو منظور خلائق بنانا مقصود نہ ہوتا تو یہ کیوں کہا جاتا پھر اس سے بڑھ کر فرمادیا: مَنْ زارَ قبْری، وَجَبَتْ لهُ شفاعَتِي[۴۴]

یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

یہ ترغیب و تحریص تو اس لیے ہے کہ لوگ یعنی مسلمان آئیں اور اس چشمہ فیض سے فیض اٹھائیں اب اسے آپ قبر پرستی پر محمول کریں یا دین پرستی پر۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خیال کو نہایت لطیف پیرایہ میں بیان کیا۔

گلی خوشبوی درحمام روزے　　رسید ازدست محبوبی بدستم

بدو گفتم که مشکی یا عبیری　　که ازبوئی دل آویزی تو مستم

بگفتا من گلی ناچیز بودم　　ولیکن مدتی با گل نشستم

جمال همنشین درمن اثرکرد　　وگرنه من همان خاکم که بستم[۴۵]

ترجمہ: خوشبودار مٹی حمام میں ایک محبوب سے میرے ہاتھ آئی، میں نے اس سے کہا کہ تو مشک (کستوری) ہے یا عنبر ہے کہ تیری دل لبھانیوالی خوشبو سے مست ہو رہا ہوں اس نے جواباً کہا میں تو ناچیز مٹی ہوں لیکن ایک عرصہ پھول کے ساتھ بیٹھی رہی ہوں، ہمنشیں کی خوشبوئے جمال نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں۔

غور فرمایا جائے جب مٹی پھول کی صحبت سے پھول کی خوشبو سے بھر گئی تو قالب (جسم) روح کی معیت میں صحبت سے کیوں نہ متاثر ہو گا، جتنی روح بلند ہو گی اور جتنا روح کو اللہ تعالی سے تعلق ہو گا۔ اتنا ہی قالب (جسم) مُتَبَرّکْ اور مقدس ہو گا۔ روح تو مرنے کے بعد ہی چلی جاتی ہے، قالب (جسم) بے جان پر جنازے کیسے؟ اور اس کے لیے دفن کیسی، اگر اسلام قالب (جسم) بے جان انسانی کو بے قدر جانتا تو دوسرے مذاہب کی طرح اسے جلانے کا حکم دیا جاتا، اور راکھ بنا کر اڑا دیا جاتا بلکہ دفن کیا جاتا ہے اور قبر کا نشان بنایا جاتا ہے اور اس نشان کی ایک ادبی تو قیر ہے کہ اس پر نہ بیٹھے اور کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس

---

[۴۳] (جمع الجوامع المعروف بـالجامع الكبير. القسم الأول: الأقوال. حرف الميم[illegible]، الحديث[illegible]، الأزهر الشريف. القاهرة جمهورية مصر العربية. الطبعة: الثانية. [illegible] هـ م)

[۴۴] (جمع الجوامع المعروف بـالجامع الكبير. القسم الأول: الأقوال. حرف الميم[illegible]، الحديث[illegible]، الأزهر الشريف. القاهرة جمهورية مصر العربية. الطبعة: الثانية[illegible] هـ م)

[۴۵] (گلستان مترجم، ص۷۰، درمطبع منشی نول کشور)

سے ذِلت کا ظہور ہو، اس لیے کہ قالب(جسم) بے جان کی بھی حرمت منظور ہے۔ ہندو مذہب جس کا بنیادی فلسفہ میت (لاش) جلانے کا ہے وہ ان لوگوں کے جسم کو جلاتا نہیں جنہیں مقدس خیال کیا جاتا ہے اور جن کو توحید کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے بلکہ سمادھ بنا کر ان سے فیض لینے کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں چہ جائیکہ اسلام اپنے مرضی اور محسن نبیوں کے جسم مبارک کو فنا ہونا پسند کرے احادیث میں وارد ہے کہ مٹی ہمارے قالبوں اور جسموں کو نہیں کھائے گی۔ اور فنا کلی نہ ہوں گے۔ آخر یہ عزت کیوں دی گئی اور ایسے کیوں کیا گیا؟

وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ [۴۶] (پارہ ۱۷ رکوع ۱۶)

ترجمہ: اور قربانی کے بڑی جسامت والے جانوروں کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا۔

ایک اونٹ کو جب اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے کا ارادہ ہو جاتا ہے تو اسے قرآنی اصطلاح میں بدنہ کہتے ہیں، اس قربانی کے اونٹ کو بھی اللہ کے فضل و کرم نے شعائر اللہ میں داخل فرما دیا یعنی اللہ کی نشانی ہے۔ دیکھئے ایک عام اونٹ کی کیا قیمت ہے لیکن جب مولا کریم کی راہ میں قربانی کے لیے تجویز کر دیا گیا تو یہ ایک عام اونٹ نہیں رہا بلکہ ایک باعزت و عظمت قابلِ احترام اونٹ ہو گیا فرماتے ہیں:

"وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" [۴۷] (پارہ ۱۷ رکوع ۱)

ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

ترجمہ با محاورہ: جو نشاناتِ الٰہی کی تعظیم کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کرتا ہے اور پرہیز گاری سے۔

اس سے قبل اپریل ۱۹۷۷ء کے مضمون میں لکھا۔

خیال اپنا اپنا:

حجرِ اسود کا چومنا یمین اللہ(برکت) سمجھ کر عبادت ہے، ملتزم(یعنی باب کعبہ اور حجر اسود کا درمیانی حصہ) کعبہ شریف سے چمٹنا عبادت ہے رکن یمانی کو ہاتھ لگانا توحید ہے، لیکن کعبۃ اللہ شریف کی کسی دوسری جگہ کو چومنا بدعت ہے، روکنے والے کھڑے ہیں، کسی دوسری جگہ کو تبرکاً چھوا جائے کیا خوب! کسی کے ہاتھ تو متبرک ہو سکتے ہیں، لیکن قدم متبرک نہیں ہو سکتے، پھر کعبہ تو سراسر نور ہے، ہاتھ پاؤں سے پاک ایک جیسا نظر آتا ہے، لیکن خیال اپنا اپنا ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں بھی وفورِ شوق تیز ہو جائے وہیں سے اس کا بوسہ لیا جائے۔ نہ حجرِ اسود کی تخصیص ہے نہ کسی دوسری جگہ کی ہاں صاحبِ لَوْ لَاکَ لَمَا وفورِ شوق میں حجرِ اسود کو پہلے بوسہ دیتے، اور چکر کے بعد ملتزم سے لپٹتے، سبحان اللہ! کیا اشتیاق تھا کیا محبت تھی، کہ لپٹ لپٹ کر آنسو بہاتے لیکن اس سے بڑھ کر یہ دیکھا کہ صاحبِ لَوْ لَاکَ لَمَا کے روضہ اقدس کو ہاتھ تک لگانا ناجائز دور سے کھڑے ہو کر سلام پڑھیئے، آخر صلوٰۃ و سلام اگر جائز ہے تو پھر غلاف بوسی کا کیا حرج اشتیاق و محبت تو یہی چاہتا ہے، کہ سلام و صلوٰۃ کے ساتھ غلاف بوسی بھی ہو، نماز میں کلماتِ دعائیہ آپ زبان سے پڑھتے ہیں، لیکن رکوع و سجود کیوں کیا جاتا ہے؟ اس لیے صرف پڑھنے میں وہ لطف نہیں جو پڑھنے کے ساتھ رکوع و سجود و قیام میں ہے، محبوب سے باتیں بھلی معلوم ہوتی ہیں، لیکن باتوں باتوں میں آنکھیں بھی دوچار ہو جائیں، اور ہاتھ میں ہاتھ بھی آجائے یا جسم کے کسی حصہ کا لُمْسْ(چھونا) نصیب ہو جائے تو پھر عشق و مستی کا کیف دوبالا ہوتا ہے، اور دنیا و فیہا سب بھول جاتے ہیں۔ جب سے روضہ اطہر پر قدغن(رکاوٹ) ہوئی وہ اشتیاق وہ والہانہ محبت کے نقشے سامنے نہیں آتے، جو کبھی لوگ دیکھا کرتے تھے

---

[۴۶] الحج
[۴۷] الحج

ایک پاسبان کا خوف، دوسرے طریقہ اشتیاق کی تبدیلی، لیکن ہمارے بھائی اس کو توحید خیال کرتے ہیں۔ بھلا اس کو توحید سے کیا نسبت، احکامِ توحید بھی اتنے تنگ نہیں جتنے یار لوگوں نے تنگ کر رکھے ہیں۔ کاش حد سے تجاوز کرنے والے اور جلد احترام سے باز رکھنے والے صلح کر جاتے۔ تو یہ دوست جہاں آباد ہوتے اپنے پورے نور سے دنیا کو روشن کرتے۔

تعارف حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علامہ پیر محمد عمر بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندی کے بہت بڑے علامہ اور پیر طریقت گزرے ہیں، علمی میدان میں شہسوار تھے عقائد کے لحاظ سے پکے اور منصب سنی پیر تھے البتہ یہ ان کی اپنی عادت تھی کہ سنی وہابی ایک نگاہ سے دیکھتے فقیر کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت بھی جاری رہا ماہنامہ "سلسبیل" لاہور ان کی سرپرستی میں شائع ہوتا تھا اس میں آپ کے علمی مضامین رسالہ کی جان ہوتے تھے فقیر کے پاس بھی چند رسائل جمع ہیں، ان میں سے ایک مضمون ہی ہے جو اس رسالہ کی زینت بنا ہے۔ بریلی شریف پنجاب (پاکستان) نقشبندی سلسلہ کی بہت بڑی گدی ہے۔

۳۔تلخیصِ رسالہ:

تنویر الابصار تقبیل المزار "یعنی آنکھوں کا نور مزار کا بوسہ ہے" تصنیف لطیف شیخ الاسلام علامہ الحاج حافظ محمد قمر الدین صاحب سیالوی قدس سرہ سجادہ نشین سیال شریف یہ رسالہ عربی زبان میں ہے جس کا ترجمہ منظوم پنجابی مولانا فیض احمد ضیائی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، فقیر اویسی غفرلہ صرف عربی رسالہ کی تلخیص عرض کرتا ہے۔

حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد حمدو صلوۃ کے فرمایا کہ بہت سے جہلا و جہالت سے سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت گردانتے ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو اسے مشرک کہتے ہیں۔ اس قول کی تشریح کے لیے فقیر کا رسالہ "مسلمان کو کافر نہ کہو" میں ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیت وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ط سے اپنا مؤقف ثابت فرمایا اس کی تفصیل سابقہ اوراق میں گزر چکی ہے، اور ساتھ ہی ازالہ فرمایا کہ تقبیل المزارات سجدہ نہیں اس کی تفصیل بھی گزری ہے۔ جو حجرِ اسود کی تَقْبِیْلْ (چومنا) سے بھی استدلال فرمایا جیسے گزرا پھر عینی "شرح بخاری میں "ص ۲۰۷ ج ۴ سے وہی حوالہ جات درج فرمائے جو فقیر نے نقل کر دیئے ہیں امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تَقْبِیْلْ (چومنا) کے حوالہ ابن تیمیہ کے تعجب کا ذکر بھی فرمایا۔ اور فرمایا کہ امام احمد حنبل نے امام شافعی رحمہ اللہ کا قمیض دھو کر اس کا پانی تبرک کے طور پر پیا بندہ خدا کی قمیض کی اتنی تعظیم ہے تو اس کا مزار اس سے زیادہ تعظیم کا حقدار ہے۔ اور فرمایا کہ حضرت مجنوں کو مجازی عشق تھا تو وہ لیلی پر نسبت سے زیادہ پیار کرتا نظر آتا ہم اپنے اسلاف سے پیار کریں تو وہابیہ کو اعتراض کیوں؟

ایک محدث رحمۃ اللہ نے تقبیل القبر (قبر کو بوسہ دینے) کو تقبیل القرآن والحدیث (قرآن وحدیث کو بوسہ دینا) پر قیاس فرمایا خواجہ صاحب نے وہ احادیث بھی نقل فرمائی ہیں جو صحابہ کرام مثلاً ابو ایوب انصاری نے حضور سرورِ عالم ﷺ کا مزار چوما تو مروان نے روکا آپ نے مروان کو جو کچھ فرمایا جس کی ابتداء میں تفصیل گزری ہے آخر میں انتباہ فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کبھی شرک نہیں ہو سکتا جو تقبیل المزار کو شرک کہتا ہے وہ جاہل اور غبی (بے وقوف) ہے وغیرہ۔

اسی رسالہ پر حضرت علامہ سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پور شریف کی بہترین عربی میں تقریظ کی۔ حضرت خواجہ قمر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں آپ آستانہ عالیہ سیال شریف کے سجادہ نشین ہیں اور زندگی بھر اشاعتِ دین وخدمت اسلام پر بسر فرمائی۔

(رحمۃ اللہ تعالی ورحمۃ واسعۃ)

اس تصنیف کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ کے مضمون پر ختم کرتا ہوں اللہ تعالی اسے میرے لیے توشہ راہِ آخرت اور عوام اہل اسلام کے لیے مشعلِ راہ ہدایت بنائے۔ آمین

هذا آخر ما رقم قلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

(بہاولپور۔ پاکستان)

۱۲ شوال ۱۴۲۰ھ ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء

الحمد اللہ علی ذلك وصلی اللہ تعالی علیه حبیبه الکریم وآله واصحابه اجمعین